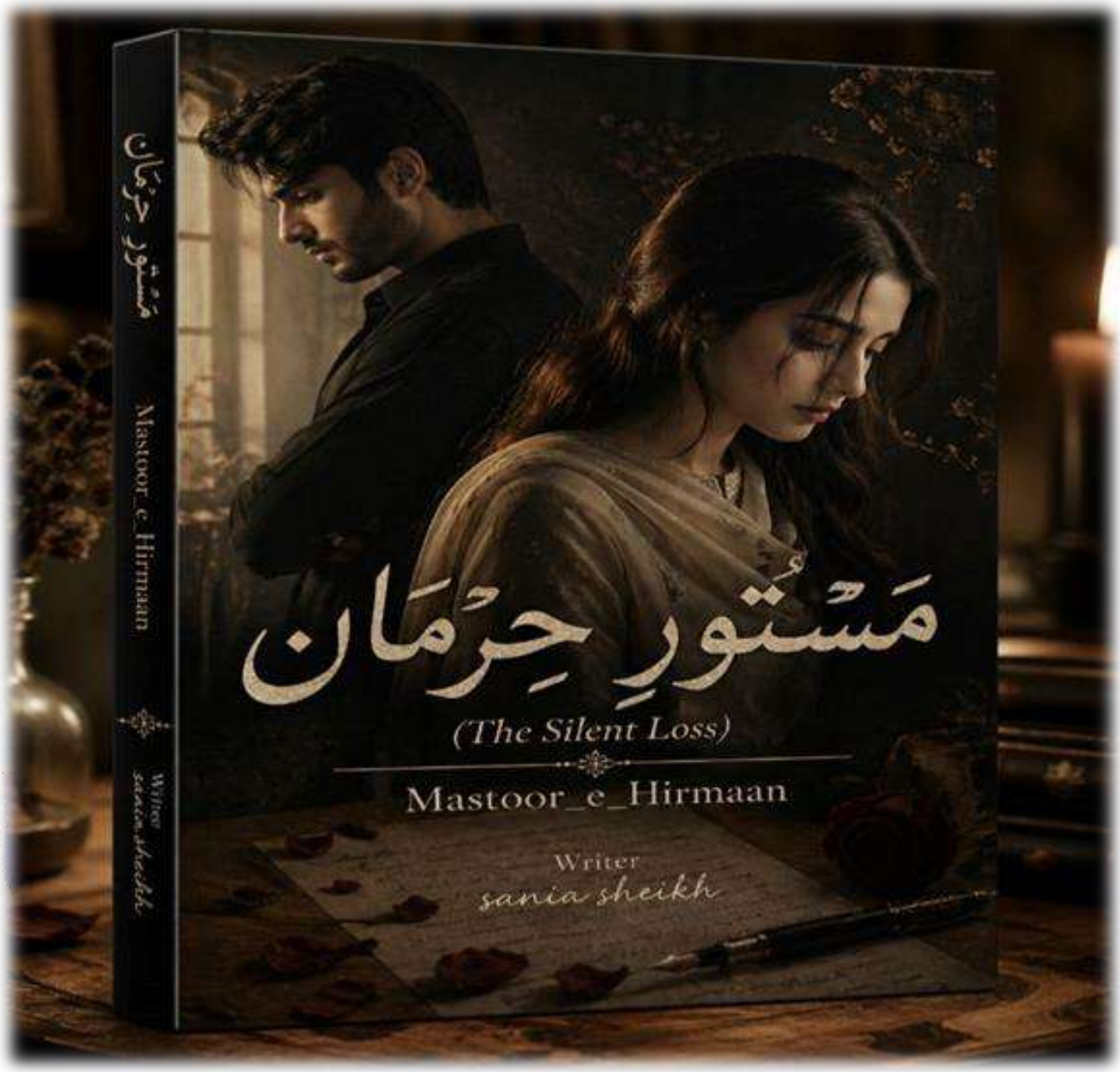

مستورِ حِرْمَان

MASTOOR_E_HIRMAAN

(The_ Silent _Loss)

Writer_Sania Sheikh

قسط 14

کمرے میں ہو کا عالم تھا۔ ہر طرف ایک ایسی سنگین اور گہری خاموشی طاری تھی جیسے وقت کی رفتار یکدم تھم گئی ہو۔ حنان کی زبان سے نکلی ماضی کی وہ ہولناک اور المناک کہانی اب ختم ہو چکی تھی، لیکن اس کہانی کا درد ابھی تک کمرے کی فضا میں سانس لے رہا تھا۔ میران اور تراب کے چہروں پر شدید افسردگی اور دکھ کے گہرے سائے لہرا رہے تھے۔ دونوں ساکت بیٹھے حنان کے الفاظ کے زیر ،زبر پیش کو اپنے اندر اتارنے کی کوشش کر رہے تھے۔

فراز کی موت، وہ ادھوری محبت اور ایک ہنستی کھیلتی زندگی کا اتنا دردناک اختتام، سب کچھ ان کے سامنے ایک فلم کی طرح چل کر ابھی ابھی رکا تھا۔

میران نے بوجھل دل کے ساتھ اپنی پوزیشن بدلی۔ اس کا چہرہ دکھ سے نڈھال تھا، اس نے نظریں اٹھا کر حنان کی طرف دیکھا اور انتہائی دھیمے لہجے میں پوچھا۔

"کیا... کیا مشکات کو معلوم ہے فراز کے بارے میں؟"

حنان نے نفی میں سر ہلایا۔ اس کی آنکھوں میں پرانی یادوں کا کرب صاف جھلک رہا تھا۔

"نہیں۔ بوبی آنٹی نے منع کر دیا تھا۔ انہوں نے مجھے قسم دی تھی کہ اگر مشکات کو سچ معلوم ہوا تو وہ یہ صدمہ برداشت نہیں کر پائے گی... شاید وہ مر جائے گی، اس لیے میں نے کبھی اسے کچھ نہیں بتایا۔"

یہ سنتے ہی تراب کی تیوری چڑھی۔ اس کے چہرے پر دکھ کے ساتھ ساتھ ایک بے چینی اور غصہ ابھرا۔ وہ تڑپ کر بولا:

"لیکن یہ سراسر نا انصافی ہے! اس لڑکی کے ساتھ بہت بڑی زیادتی کی گئی ہے۔ اسے سب معلوم ہونا چاہیے تھا۔ اور یہ صرف مشکات کے ساتھ نہیں، فراز کے ساتھ بھی زیادتی ہے کہ ایک اتنی سچی اور پاکیزہ

محبت کا اتنا بھیانک اختتام ہوا اور اس کی خبر تک نہ ہونے دی گئی۔ کیا یہ حق نہیں تھا کہ مشکات کو سب معلوم ہوتا؟ وہ کم از کم اس کی مغفرت کی دعا کرتی، اس کے لیے دعائے خیر تو کرتی!"۔

حنان نے ایک گہری سانس لی اور بے بسی سے تراب کی طرف دیکھا۔

"دیکھو تراب، آنٹی بہتر جانتی ہیں کہ ان کی بیٹی کے لیے کیا اچھا ہے اور کیا برا۔ میں ان کی دی ہوئی قسم کا پابند ہوں، اس لیے میں اپنے منہ سے کچھ نہیں کہوں گا۔اور اگر اسے اس وقت معلوم ہو جاتا تو کیا وہ اب اتنی مظبوطی سے کھڑی رہتی ۔ہاں، اگر تم بتانا چاہتے ہو تو تمہاری مرضی، تم بتا دو۔"۔

حنان نے بات ادھوری چھوڑی، پھر کچھ دیر تراب کو گہرائی سے گھورتا رہا۔ اس کے ذہن میں ایک سوال ابھرا تھا جسے دبا پانا اب اس کے لیے ممکن نہیں رہا تھا۔ اس نے لہجہ بدلا ۔

"برا مت ماننا تراب، میں تم سے ایک سوال کرنا چاہوں گا... تم مشکات میں اتنا انٹرسٹ کیوں لے رہے ہو؟"

یہ سوال سنتے ہی تراب نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا ۔ اس نے پہلے تو حنان کو گہری، تیکھی نظروں سے گھورا جیسے اس کے اس سوال پر اسے سخت اعتراض ہو۔ کمرے کی خاموشی مزید گہری ہو گئی۔ پھر تراب نے کرسی پر اپنی پوزیشن بدلی، وہ تھوڑا آگے کی طرف جھکا اور انتہائی سنجیدہ اور کاٹ دار لہجے میں بولا۔

"ہر رشتہ یا ہر جذبہ الفاظ میں بیان کرنے والا نہیں ہوتا حنان۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ اگر میں فراز کے انجام کے بارے میں جاننا چاہتا تھا تو مجھے مشکات سے کوئی محبت ہو گئی ہے یا میرا کوئی اور مطلب تھا۔ میں... میں بس فراز کو واپس لانا چاہتا تھا، شاید۔ اور مشکات؟ مجھے اس سے کہیں نہ کہیں ایک گہری ہمدردی تھی۔ میں اس کے لیے کچھ کرنا چاہتا تھا۔ وہ جس طرح کی بے رنگ اور بے جان زندگی جی رہی ہے، مجھے اس زندگی سے الجھن ہو رہی ہے۔ نہ جانے وہ کس طرح اس بے رنگ زندگی کو ہزم کر رہی

ہے۔ اگر اس کی جگہ میں ہوتا نا، تو شاید کب کا مر چکا ہوتا۔ یہ آسان کام نہیں ہے حنان۔ جو دکھ میں اس وقت مشکات کا اپنے سینے میں محسوس کر رہا ہوں، میں نے آج تک کسی اور انسان کے لیے ایسا محسوس نہیں کیا۔ اب تم اس جذبے کو، اس احساس کو جو بھی نام دینا چاہو، دے سکتے ہو۔۔۔مجھے تمہاری سوچ سے کوئی فرق نہیں پڑتا "۔

اپنی بات ختم کر کے تراب واپس کرسی کی پشت سے ٹک گیا، اس کا سانس اب بھی تیز تھا اور آنکھوں میں ایک عجیب سی بے بسی تھی۔

میران، جو اب تک دونوں کی گفتگو بڑے غور سے سن رہا تھا، نے ماحول کی سنگینی کو بھانپتے ہوئے بات کو سنبھالا۔ اس نے دونوں کی طرف دیکھا اور حتمی انداز میں کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں یہ بات اب یہیں پر ختم کر دینی چاہیے۔ بوبی آنٹی کا فیصلہ اپنی جگہ درست تھا، ہمیں مشکات کو کچھ بھی نہیں بتانا چاہیے اور اس معاملے کو اب مزید نہیں اچھالنا چاہیے۔"

URDU NOVELS MAG

تراب نے چند لمحے خاموشی سے میران کو دیکھا، پھر ایک لمبا سانس بھرتے ہوئے سر نفی میں ہلایا ۔

کچھ منٹوں کی خاموشی کے بعد، حنان نے ماحول کو بدلنے اور اپنے ذہن پر سوار دوسرے اہم معاملے کی طرف آنے کے لیے میران کی طرف رخ کیا۔ میران چونکہ ایک نامور وکیل تھا، اس لیے حنان کو اس کے جواب کا شدت سے انتظار تھا۔

"میران، وہ نوال کے کیس کا کیا بنا؟ کیا فائل تیار ہو کر جمع ہو گئی ہے؟" حنان نے کچھ یاد آنے پر پوچھا۔

میران نے اس کی طرف دیکھا اور پیشہ ورانہ انداز میں سر ہلایا۔

''جی ہاں، کیس فائل ہو چکا ہے۔ اب اگلا قدم اسد کے ردعمل پر منحصر ہے۔ اگر تو اسد نے شرافت کا مظاہرہ کیا اور پیپرز پر سائن کر دیے، تو بات جلدی ختم ہو جائے گی اور خلع دائر ہو جائے گی۔ لیکن... اگر اس نے سائن کرنے سے انکار کیا اور نوال کو مزید تنگ کرنے کی کوشش کی، تو پھر یہ قانونی جنگ تھوڑی لمبی چل سکتی ہے۔''۔

میران نے ایک اطمینان بخش مسکراہٹ کے ساتھ بات کا اختتام کیا۔۔

''ویسے، مجھے امید ہے کہ وہ زیادہ مزاحمت نہیں کرے گا اور جلدی کام کر دے گا۔''۔

تراب کو ان دونوں کی اس بدلتی گفتگو سے اب کوئی دلچسپی نہیں رہی تھی۔ اس کا ذہن ابھی تک ماضی کے اسی اندھیرے میں بھٹک رہا تھا جہاں فراز اور مشکات کی ادھوری داستان بکھری پڑی تھی۔ وہ خاموشی سے اٹھا اور کسی کو کچھ کہے بغیر کمرے سے باہر چلا گیا۔

حنان نے چونک کر تراب کے جاتے ہوئے وجود کو دیکھا اور پھر سوالی نگاہوں سے میران کی طرف دیکھا، جیسے پوچھ رہا ہو کہ اسے اچانک کیا ہو گیا ہے۔

میران نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے لاپرواہی سے اپنے کندھے اچکا دیے، گویا کہہ رہا ہو کہ تراب کو سمجھنا اس وقت کسی کے بس میں نہیں ہے۔

ماحول کی اس سنجیدگی کو کم کرنے کے لیے حنان نے ایک گہری سانس لی اور مسکرا کر میران کی طرف دیکھا۔

''میران، تمہارا بہت بہت شکریہ۔ تم واقعی بہت اچھے ہو، نوال کے لیے تم نے جو کچھ کیا اس کا کوئی بدل نہیں۔''

میران نے حنان کی اس سنجیدگی پر ہلکا سا قہقہہ لگایا اور دوستانہ انداز میں بولا۔

"ہاہا! اچھا، شکریہ قبول ہے۔ اب زیادہ جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔"

حنان نے بھی مسکرا کر سر ہلایا۔

"ان شاءاللہ ! جیسے ہی نوال کو اس جہنم سے آزادی ملتی ہے، ہم سب دوبارہ ایک تفصیلی ملاقات کرتے ہیں۔"

میران کے اس جملے پر حنان کے دل سے ایک سچی دعا نکلی۔ اس نے پورے دل سے، انتہائی خلوص کے ساتھ کہا۔

"آمین ! الٰہی آمین۔"

URDU NOVELS MAG

میران اور تراب جب کالونی پہنچے، تو حنان سے ملاقات کے بعد ڈنر کرتے کرتے رات کے آٹھ بج چکے تھے۔ میران کو چار و ناچار تراب کے ساتھ اوپر اپارٹمنٹ تک جانا ہی پڑا، کیونکہ تراب کے بینک اکاؤنٹس آج ہی کھلے تھے اور اس نے روبی اور گھر کی ضرورت کا ڈھیر سارا سامان خرید لیا تھا۔ اب اس سارے سامان کو اٹھانے اور تراب کی مدد کرنے کے لیے میران کے علاوہ وہاں کوئی اور تھا بھی نہیں۔

ابھی دونوں سامان سمیٹ کر اندر داخل ہی ہوئے تھے کہ اچانک مین ڈور پر زوردار دستک ہوئی۔

تراب بیٹا دروازہ کھولو میں ہوں بوبی مجھے اور کچھ ضروری بات کرنی ہے تم سے --

بوبی آنٹی کی تیز آواز میران کے کانوں کے پردے پھاڑ رہے تھے ۔

"ابے یار! اس وقت بوبی آنٹی ؟ اس وقت مجھے کسی سے نہیں ملنا!" میران نے بے زاری سے کہا اور تھکے ہارے انداز میں صوفے پر ڈھیر ہو گیا۔

اٹھ انسان بن کر بیٹھ مشکات ساتھ ہے ---اور سن کولڈ ڈرنک لے آنا تھوڑی دیر بعد --

تراب اسے آرڈر دیتا ہوا باہر نکال گیا --

انہہ کولڈ ڈرنک لے آنا --- حکم تو ایسے جھاڑ کر گیا ہے جیسے میں وکیل نہیں اس کی بیوی ہوں ---- سالہ عشق کے چکر میں پڑ گیا ہے بس مانے گا نہیں --- میران کا اٹھنے کا کوئی موڈ نہیں تھا وہ ڈھیٹ بنا لیٹا رہا ---

تراب نے روبی کو گیلری کی طرف کیا اور خود دروازہ کھولنے چلا گیا ۔

سامنے ہی مشکات اور بوبی آنٹی کھڑی تھیں۔

مشکات نے چہرے پر کالے رنگ کا ماسک چڑھا رکھا تھا اور سینے پر دونوں ہاتھ باندھے، وہ کسی جنگجو کے انداز میں کھڑی تھی۔ دوسری طرف بوبی آنٹی تھیں، جو مشکات کے برعکس کافی خوش اور پرسکون نظر آ رہی تھیں۔

کیسے ہو بیٹا ؟ اور یہ ٹی وی میں سب کیا چل رہا ہے ؟کون ہو تم ؟

بوبی آنٹی نے دروازہ کھولتے ہی تابڑ توڑ حملے کر دیئے ۔

"جی میں ٹھیک ہوں --آپ لوگ اس وقت خیریت ؟"

مشکات کے تیکھے روپ کو دیکھ کر تراب کو ایک پل کے لیے قصہِ فراز کی وہ شدت یاد آئی جس نے اس کے دل کو چھوا تھا، لیکن وہ زیادہ دیر اس رومانوی ماضی کی کیفیت میں گم نہ رہ سکا، کیونکہ مشکات نے پلک جھپکتے ہی اس پر لفظی گولا باری کر دی تھی۔

کیا کہیں آپ کو ویسے ؟ تراب یا مسٹر جیسل ؟

مشکات نے طنز کرتے ہوئے کہا--

اپنا بوریا بستر سمیٹیں اور خالی کریں ہمارا پورشن .

مشکات نے انتہائی دھمکی آمیز لہجے میں تڑی لگائی، جس نے تراب اور اندر موجود میران کے ہوش اڑا دیے---

URDU NOVELS MAG

یہ پاگل حسینہ اس وقت کیوں سوئے ہوئے شیر کو جگا رہی ہے --وہ ان کی آوازیں سن کر اٹھ بیٹھا۔

"کیا نیند میں اٹھ کر آئی ہو ؟"

تراب نے ایک آئی برو اٹھا کر پوچھا ۔

مشکات مجھے بات کرنے دو بیٹا --بوبی آنٹی نے ٹوکا --

"نہیں آپ صرف ان سے بلاوجہ متاثر ہوتی ہیں --میں خود بات کروں گی"۔

تراب نے گہری سانس لیتے ہوئے خود کو کچھ بھی کہنے سے باز رکھا -- مشکات کی کاٹ دار باتیں برداشت کرنا تراب کے لئے نا ممکن حد تک مشکل تھا ۔مگر اس وقت وہ کوئی بھی بحث کے موڈ میں نہیں تھا --

"کس بات پر بی پی ہائی ہے آپ کی بیٹی کا ؟"

تراب نے حد ممکن کوشش کی مشکات کی بات کو اگنور کرنے کی ۔

"آپ ---کو شاید بات سمجھ میں نہیں آئی مسٹر جیسل"

مشکات نے بوبی آنٹی کو بولنے نہیں دیا ۔

"تم سب سے ایسے ہی بات کرتی ہو ؟ اپنے آفس میں بھی یونہی سب کو پھاڑ کھاتی ہو "؟

تراب کی بات نے مشکات کے تن بدن میں آگ لگا دی ۔

"آپ حد میں رہیں مسٹر جیسل --"

مشکات جھنجھلائی --

"کوشش کر رہا ہوں مگر رہ نہیں پا رہا --"

"مجھے اپنا پورشن سیل کرنا ہے آپ خالی کریں"

"میں تو نہیں جا رہا نکال سکتی ہو تو جرت دکھاؤ"

"آپ کو میری بات سمجھ کیوں نہیں آرہی ؟"

"مجھے آج تک کوئی عورت نہیں سمجھا سکی"

"دماغ کے مسائل ڈاکٹر ٹھیک کرتے ہیں آپ اپنا علاج کرائیں "۔

"ٹھیک ہی اپنے ڈاکٹر کا نمبر دے دو جس سے تم علاج کرواتی ہو "۔

"آپ کو کسی نے بتایا نہیں آپ بد تمیز انسان ہیں ۔؟"

"نہیں تم جو ہو میری تعریف کے لئے --"

"آپ بہت ڈھیٹ انسان ہیں --"

"تعریف کے لئے پھر سے شکریہ --"

اگر میری شان میں قصیدے پڑھ لئے ہوں تو

اندر آ کر بھی لڑ سکتی ہو ہمیشہ ہی باہر دروازے پر لڑائی کرتی ہو آج سکون سے بیٹھ کر لڑ لو --

تراب نے دروازہ مزید کھولا تاکہ وہ دونوں اندر آ سکیں ۔"ڈھیٹ ہونا کوئی ایسی صفت نہیں جس پر آپ فخر کریں، مسٹر تراب!۔

مشکات نے ایک قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا، اس کی آواز میں اب باقاعدہ ارتعاش تھا۔

آپ کو کیا لگتا ہے ؟ میں بے وقوف ہوں ؟"۔"

"نہیں مجھے لگتا نہیں ہے بلکہ یقین ہے --"

آپ اپنی اس چالاکی اور چند میٹھے جملوں سے اماں کو تو بہلا سکتے ہیں، لیکن مجھے نہیں۔ صبح کے نو بجے تک اگر آپ کا سامان اس پورشن سے باہر نہ ہوا، تو میں قانونی طریقہ استعمال کرنا بھی اچھی طرح جانتی ہوں!۔

تراب نے اپنے سینے پر ہاتھ باندھے اور مشکات کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا۔

"قانون؟--قانون تو اندر سو رہا ہے وکیل تو میری جیب میں رہتا ہے "۔

مشکات کو بوبی آنٹی نے ہاتھ پکڑ کر روکا ---

بس کر جا بولے جا رہی ---پتا بھی ہے کتنا امیر آدمی ہے ذرا زبان سمبھال لے مشکات ۔کہیں ہم مشکل میں نہ پڑ جایئں --

URDU NOVELS MAG

مشکات نے بوبی آنٹی کی بات پر پہلو بدلا۔

بوبی آنٹی نے گھبرا کر دونوں کے بیچ آنے کی کوشش کی۔

"مشکات! تراب بیٹا! خدا کے لیے رک جاؤ، بات کو اتنا مت بڑھاؤ..."۔

مشکات تم بھی ذرا مصلحت سے کام لو---میں

میں کسی کی طرف داری نہیں کر رہی، میں صرف سچ کہہ رہی ہوں۔ تم جس گھر سے تراب کو نکالنے کی بات کر رہی ہو، اس گھر کا متبادل کرایہ دار ہمیں اس وقت تک نہیں مل سکتا جب تک پچھلے معاملات حل نہ ہوں۔ اور تراب یہاں کسی زبردستی سے نہیں، بلکہ ایک معاہدے کے تحت رہ رہا ہے جس پر تمہارے دستخط ہیں!۔

بوبی آنٹی کے اس انکشاف نے مشکات خاموش ہوئی ---

اور تراب بیٹا تمہارے بارے میں اتنا سب جاننے کے بعد ڈر لگ رہا ہے تم پر اعتبار کیسے کروں میں ؟

تراب کچھ کہنے کے لئے لب ہلاتا ہے مگر مشکات اس سے پہلے بول پڑی ---

"اماں آپ سیدھی بات کریں -- جگہ خالی کریں"

"نہیں کروں گا کیا کر لو گی ؟"

تراب کے دماغ میں مشکات کی باتیں اب طوفان برپا کر رہیں تھیں ۔سنائے چلی جا رہی تھی -- تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی ۔

"مسٹر تراب جانا تو آپ کو پڑے گا --"

URDU NOVELS MAG

"کسی کے باپ میں بھی ہمت نہیں جو نکال سکے"

"پاگل خانے سے آئیں ہیں کیا ؟"

"ہاں تمہاری جگہ بنانے گیا تھا وہاں"

"آپ ہمیں عورتیں سمجھ کر ڈرا رہے ہیں؟"

"تم ڈرتی پھرتی ہو کسی سے ؟"

مشکات اب ایک تھپڑ لگاؤں گی جو مزید کچھ بولی تو ۔

بوبی آنٹی کو مشکات کا اس طرح سے بحث کرنا ایک آنکھ نہ بھایا تھا ۔

تراب کے لبوں پر ایک فاتحانہ مسکراہٹ ابھر آئی، جبکہ اندر کھڑا میران گولہ بارود کی آواز سن کر باہر آ چکا تھا، اس صورتحال کو دیکھ کر اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کس کا ساتھ دے۔۔

"ریلیکس!۔ "

آپ دونوں سمجھدار ہو کر جس طرح سے لڑ رہے ہیں کہیں سے بھی عقل مند نہیں لگ رہے ۔۔۔ بات تحمل سے بھی کی جا سکتی ہے ۔

میران نے پہلے تراب کو دیکھا جو ویسے تو مخالف کو اتنے جواب نہیں دیتا تھا ڈائریکٹ سر یا گردن ہی چھوڑتا تھا مگر مشکات کے سامنے اس کی زبان فراٹے مارتی فر فر چلتی تھی ۔

میران دونوں کے حالات دیکھ کر تاسف سے مشکات کی طرف مڑا۔

مشکات بہن تراب کی جان خطرے میں تھی جہاں آپ نے نیوز سنی وہاں یہ بھی بتایا ہو گا کہ ان کے سٹپ فادر نے اس معصوم کے ساتھ کیا کیا --

"جی بلکل اتنے معصوم کے ساری دنیا کو بیچ کر کھا لیں "۔

مشکات نے بات لگائی -- جس پر بوبی آنٹی نے اسے آنکھیں دکھائیں ۔

میران نے تراب کی طرف اشارہ کیا جو اب بھی سینے پر ہاتھ باندھے تفریح لے رہا تھا---

میران نے گہرا سانس لیا----وہ جان چکا تھا تراب اسے جان بوجھ کر تنگ کر رہا ہے --

اچھا تو کہاں تھا میں ؟؟

بہن یہ یہ کوئی خلائی مخلوق نہیں ہیں اور نہ ہی کوئی ایسا ویسا آدمی ہے ۔ اتنے دنوں سے یہ اسی پورشن میں رہ رہا ہے ، آپ کا روز کا آنا جانا ہے۔ بوبی آنٹی گواہ ہیں، کیا کبھی ان کی نظروں میں کوئی--- بے غیرتی---میرا مطلب البتی ہوئی شرافت کے علاوہ کچھ اور دیکھا ہے آپ نے؟"

میران نے لفظ بے غیرتی اتنی معصومیت سے بولا کہ بوبی آنٹی نے فوراً اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا اور کھانسنے لگیں۔

"ویسے تراب تم بال کٹوا لو تو شکل تمہاری معصوم ہے"

میں نے تمہاری تصویر دیکھی تھی ہیرو لگ رہے تھے مجھے --

بوبی آنٹی نے کھلے دل سے خوشی سے چہکتے ہوئے تعریف کی ---

مشکات نے اپنا سر پیٹ لیا --اس کے مجاہد ہی کمزور تھے اس نے بھلا کیا ہی جنگ لڑنی تھی --

میران اور تراب دونوں بوبی آنٹی کی سادگی پر مسکرا اٹھے تھے ۔

میران نے بات کو سنبھالتے ہوئے تراب کی طرف رخ کیا۔ "اور تراب تم بھی ذرا بڑا پن دکھاؤ -- اب بندہ اتنا بھی امیر نہ ہو کہ قانون کو جیب میں ڈال کر گھومے۔ جیب پھٹ بھی جاتی ہے کبھی کبھی! --

مشکات کا دل اچاٹ ہو چکا تھا ہر چیز سے -- وہ جو بات کرنے آئی تھی اسے ہنسی مذاق کا رخ دے دیا گیا تھا ۔وہ اچانک وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی ---

"اماں چلیں --"

وہ اگلے ہی پل وہاں سے نکل گئی تھی ---

"برا مان گئیں شاید ---"

URDU NOVELS MAG

میران نے اندازہ لگایا --

"نہیں وہ ہار مان گئی ہے --"

بوبی آنٹی نے تراب کی طرف دیکھا جس کی نظر لکڑی کے دروازے کی طرف تھی جہاں سے وہ ابھی گئی تھی۔

تراب نے کچھ سوچنے والے انداز میں سر پیچھے کو پھینکا ---

بوبی آنٹی بھی جانے کے لئے اٹھ کھڑیں مگر تراب کی پکار پر انہیں وہاں رکنا پڑا ---

آنٹی آپ رکیں --- مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے

تراب نے آنکھیں کھول کر انہیں دیکھا --

"کیا کہنا چاہتے ہو بیٹا ؟"

میں مشکات کو چھوڑ کر تمہارا ساتھ نہیں دے سکتی بیٹا ۔ سچ پوچھو تو تمہارے جھوٹ نے مجھے بہت دکھ دیا --ہم سے کس بات کا ڈر تھا ؟؟ سچ کیوں چھپایا --؟

تراب کے لبوں پر ایک تلخ مسکراہٹ ابھری۔

یہی سوال آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں میں آپ نے مشکات سے اب تک سچ کیوں چھپا کر رکھا ؟

تراب کے اس اچانک اور بے باک انداز پر بوبی آنٹی کا رنگ یکسر اڑ گیا۔ ان کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں اور وہ گھبرا کر پیچھے ہٹیں۔

URDU NOVELS MAG

میران کا بھی رنگ اڑا تھا تراب کے انداز پر --

نہیں تراب --- تم غلط کر رہے ہو --

میران نے روکنا چاہا مگر تراب اسے اشارے سے چپ کروا چکا تھا ۔

بوبی آنٹی کی زبان لڑکھڑائی --

کیسا --- س -- سچ ؟

"فراز کا سچ --"

فراز کا نام سنتے ہی بوبی آنٹی کا چہرہ زرد پڑ گیا، جیسے کسی نے ان کے وجود سے سارا خون نچوڑ لیا ہو۔ وہ صوفے کے بازو کو مضبوطی سے تھام کر کھڑی ہوگئیں، مگر ان کے قدم بوجھل تھے۔ انہیں لگا جیسے کمرے کی دیواریں ان پر سکڑتی جا رہی ہیں اور وہ سانس نہیں لے پا رہی ہیں۔

"تم--- تم نے مشکات کی ڈائری چرائی ---- بلکہ پڑھی بھی ہے؟" ان کا لہجہ بری طرح لرز رہا تھا۔

"تم--- تم یہ کیسے کر سکتے ہو؟ یہ نجی معاملہ تھا، کسی کی امانت میں خیانت کی ہے تم نے!"۔

فراز کی موت کا ذکر اس ڈائری میں نہیں لکھا وہ ابھی ادھوری ہے اور اس کے بارے میں ہم بات بعد میں کریں گے---پہلے آپ مجھے میرے سوال کا جواب دیں --

تراب سفاک بنا ظالمانہ سوال کر رہا تھا ---

تراب یار بس کر دے ----تو غلط کر رہا ہے ---

میران کو بوبی آنٹی کا جھکا ہوا سر بلکل اچھا نہ لگا --وہ ماں تھیں --

"میران تم بیچ میں مت بولو --"

تراب کا لہجہ حتمی اور سخت تھا، جس نے میران کو وہیں خاموش ہونے پر مجبور کر دیا۔

"ہمارے پیرنٹس شاید اپنے بچوں کو کھلونا سمجھتے ہیں، جن کے کوئی جذبات نہیں ہوتے--- جنہیں جیسے چاہا موڑ دیا، جہاں چاہا توڑ دیا، اور یہ سوچا بھی نہیں کہ اس کھلونے کے اندر بھی ایک دل دھڑکتا ہے جس میں احساسات ہوتے ہیں۔

بوبی آنٹی نے تڑپ کر اپنا سر اٹھایا۔ ان کی آنکھوں سے بہتے آنسو اب ان کے چہرے پر پھیلے کرب کو مزید گہرا کر رہے تھے۔ تراب کی بات ان کے ممتا کے مان پر ایک گہرا وار تھی، جسے وہ برداشت نہ کر سکیں۔

"تمہارے ماں باپ کا تو پتا نہیں بیٹا--- مگر میں ایسی ماں نہیں ہوں!"۔

ان کی آواز میں ایک ماں کا مان، دکھ اور شدید تکلیف شامل تھی۔ انہوں نے اپنے لرزتے ہوئے ہاتھ کو پوری قوت سے اپنے سینے پر مارا۔

"میری بیٹی کے سینے میں جب وہ گوشت کا بنا لوتھڑا تڑپتا ہے نا۔۔۔ تو درد مجھے یہاں ہوتا ہے، یہاں!"۔

وہ ہچکیوں سے رونے لگیں، ان کا پورا وجود اس سچائی کی گواہی دے رہا تھا کہ ایک ماں اپنے بچے کی تکلیف کو خود سے زیادہ محسوس کرتی ہے۔ میران نے آگے بڑھ کر بوبی آنٹی کو سمبھالا ۔

"نہیں مانتا میں یہ سب۔۔۔!۔ "

تراب کی آواز کمرے میں گونجی۔

"میری ماں نے بھی یہی کہا تھا کہ وہ میرے لیے جی رہی ہیں، انہوں نے میرے لیے شادی کی تھی۔۔۔ مگر نتیجہ؟ نتیجہ یہ نکلا کہ آج میرے پاس نہ باپ رہا اور نہ ماں! وہ صرف ایک بیوی بن کر رہ گئیں، اپنے شوہر کی مصلحتوں کی غلام!"۔

"آپ جو دنیا بھر کی ہمدرد بنی پھرتی ہیں ،اپنی بیٹی کا درد کیسے نظر نہیں آیا ؟"۔

تراب کے لہجے کی بڑھتی ہوئی تلخی نے بوبی آنٹی کے اندر کی ماں کو جلا کر راکھ کر دیا تھا۔

۔ انہوں نے اپنے آنسو پونچھے اور تراب کے بالکل سامنے آ کھڑی ہوئیں۔

"بدبخت! ماں کی ممتا کو چیلنج کر رہا ہے؟ تو بوبی کو چیلنج کر رہا ہے؟"

کیا لگتے ہو اس کے ؟؟ کیا ایک ماں سے زیادہ درد رکھ سکتے ہو اس کے لئے ؟ کیوں زبردستی ہماری زندگی میں گھس رہے ہو ؟

دیکھ تراب ارب پتی ہوتے ہو گے تم اپنے گھر میں، مگر زمانہ شناس نہیں ہو۔ دنیا نہیں دیکھی تم نے ابھی! ۔

مگر میں نے دیکھی ہے --کیا چاہیئے تمہیں مشکات سے ؟؟بولو ؟؟

انہوں نے تراب کے گریبان کو قریب ہاتھ لے جا کر اسے جھنجھوڑا۔

"مجھے آپ کی بیٹی سے کچھ نہیں چاہیئے --"

مجھے تو ترس آتا ہے اس پر وہ اس سراب کے پیچھے بھاگ رہی ہے جو دھوکا ہے --اسے فراز کا انتظار ہے مگر فراز کبھی واپس نہیں آئے گا ---کیوں اسے اس دھوکے میں رکھے ہوئے ہیں آپ ؟

تراب تلخ ہو رہا تھا ۔اسے لگا دنیا کی ہر ماں اس کی ماں کی طرح ہی ہے سیلفش ۔

"تم نے جتنا کچھ اس ڈائری میں فراز کے بارے میں پڑھا ہے نا، میری مشکات اس سے کہیں زیادہ پاگل تھی اس کے لیے! مگر بیوقوف نکلی وہ--- ہماری خاطر، اپنی ماں کی سفید چادر کی خاطر اس نے اپنی محبت گنوا دی۔ وہ اب فراز کو اتنا یاد نہیں کرتی، اسے اللہ نے صبر ہی اتنا دے دیا ہے، مگر میں--- میں ایک ماں ہوں، میں اسے درد نہیں دے سکتی ---میں جانتی ہوں وہ کچھ عرصہ روئے گی پھر زندگی کی طرف لوٹ آئے گی مگر وہ چند لمحے ----وہ چند لمحے اس پر قیامت ڈھا دیں گے --

بولتے بولتے بوبی آنٹی کا سانس پھول رہا تھا---

میران جانتا تھا وہ دل کی مریضہ ہیں وہ آگے بڑھ کر انہیں سمجھالنے لگا ---

"آنٹی آپ کی طبیعت خراب ہو جائے گی --اس کا تو دماغ خراب ہو گیا ہے ---آپ اس کی کوئی بات مت سنیں "۔

میران میرا یقین کرو اس وقت اگر میں اسے سچ بتا دیتی تو مر جاتی میری بچی! وہ یہ صدمہ برداشت نہ کر پاتی۔

اور یہ ابھی خود باپ نہیں بنا جب بنے گا تو پھر پوچھوں گی ، اولاد کا روگ کیا ہوتا ہے۔

میران کو اس ہنستی کھیلتی شخصیت کو یوں روتا دیکھ بہت افسوس ہو رہا تھا۔۔

مگر وہ بھی آج دل کی بھڑاس نکال دینا چاہتی تھیں ۔۔وہ تھوڑی دیر بعد پھر تراب سے مخاطب ہوئیں ۔۔۔

مشکلات کی بڑھتی ہوئی عمر، اس کی دن رات کی یہ سخت محنت۔۔۔ اسے دیکھ کر میرے دل پر کیا گزرتی ہے، تم کیا جانو؟ اور جانو گے بھی کیسے، تمہارے پاس تو دل ہی نہیں ہے!"۔

انہوں نے ایک گہرا سانس لیا اور اپنے لہجے کو آخری حد تک حتمی بناتے ہوئے بولیں۔۔

تراب بے رحم بنا ان کی طرف دیکھ رہا تھا ۔۔۔۔شاید وہ یہی چاہتا تھا ۔۔

ہاں! نہیں بتایا میں نے اسے۔۔۔ نہیں بتایا اور نہ ہی کبھی بتاؤں گی! اپنی بیٹی کو دوبارہ ٹوٹتا اور بکھرتا میں نہیں دیکھ سکتی۔ ہاں، جس دن اسے کوئی سچی محبت کرنے والا، اسے سنبھالنے والا مل گیا۔۔۔ تو یہ بوبی خود اپنے منہ سے اسے وہ سچ بتا دے گی۔

اور تم ۔۔۔میری بیٹی سے دور رہنا سمجھے ۔۔۔میری بیٹی کو کوئی تکلیف پوہنچائی تو یاد رکھنا میرے ہاتھ پیر ابھی بھی بہت اچھے سے چلتے ہیں ۔۔۔

وہ اسے صاف الفاظ میں دھمکاتی ہوئی وہاں سے جانے لگیں جب تراب نے انہیں روکا۔

"ذرا رکیے گا۔۔۔"

"یہ اپنی بیٹی کی امانت لے کر جائیں۔" وہ نیلی ڈائری تراب نے بوبی آنٹی کے ہاتھ میں تھمائی۔

بوبی آنٹی نے ڈائری کو دیکھا اور پھر نفرت سے تراب کی طرف گھورا، "جھوٹے بھی ہو اور چور بھی!"۔

ان کے اس تیکھے انداز پر تراب غصہ ہونے کے بجائے ہلکا سا مسکرایا۔

"آپ کی بیٹی کو آج اپنی سہیلی کی بہت ضرورت ہے، اسے دے دیجیے گا۔ میرے بارے شاید کچھ اچھا لکھ دے اس بار"۔

وہ جن القابات سے تراب کو نواز چکی تھی وہ سب پڑھ چکا تھا---

بوبی آنٹی نے اسے ایک آخری غضبناک نگاہ سے دیکھا اور وہاں سے چلی گئیں۔

ان کے جانے کے بعد میران نے غصے سے صوفے پر رکھا کشن اٹھایا اور پوری طاقت سے تراب پر پھینکا۔

"کیا تھا یہ تراب؟ تو پاگل ہو گیا ہے؟ بیچاری کو رلا دیا!۔"

تراب نے کشن کو ایک طرف ہٹایا اور چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے صوفے پر لیٹ گیا۔

"میں جو بھی کر رہا ہوں، سوچ سمجھ کر کر رہا ہوں میران۔"

میران اس کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولا۔"تراب، مجھے سچ سچ بتا--- کیا تو مشکات کو پسند کرتا ہے؟"

"میران، منہ بند رکھو!" تراب نے اسے ٹوکا۔

نہیں، میں بند نہیں رکھوں گا، مجھے جواب چاہیے۔

میران اڑ گیا۔

"تو ہوتا کون ہے مجھ سے سوال جواب کرنے والا؟"

"تیرا دوست ہوں!۔" میران نے حق سے کہا۔ "میں کیوں نہ پوچھوں؟ تو کیوں اس کی نجی زندگی میں دخل دے رہا ہے؟ وہ جیے یا مرے، تجھے کیوں پیٹ میں مروڑ اٹھ رہے ہیں تراب؟ بوبی آنٹی کے ساتھ سراسر زیادتی کی ہے تو نے آج!"۔

تراب نے ایک سرد آہ بھری اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"میران، تو صرف تصویر کا ایک رخ دیکھ رہا ہے۔"

"تو مجھے دوسرا رخ بھی دکھاؤ نا! آخر تو کرنا کیا چاہتا ہے؟" میران نے زچ ہو کر پوچھا۔

"وقت آنے پر سب بتا دوں گا۔۔" تراب نے اپنے بال درست کیے۔ "فلحال تم بس اتنا پتا کرواؤ کہ مشکات واقعی یہ گھر بیچنا چاہتی ہے یا اس نے مجھے صرف دھمکی دی ہے۔"

میران کے چہرے پر ایک طنزیہ مسکراہٹ آئی۔ "کیوں؟ تو تو ایسے پوچھ رہا ہے جیسے ڈر ہی گیا ہو؟ تجھے کیا میرے بھائی؟ تجھے یہ جگہ خالی کرنی ہے نا؟"

"نہیں۔۔۔" تراب نے گہرا سانس لیا اور مڑ کر میران کو دیکھا۔ "مجھے یہ جگہ خالی نہیں کرنی، مجھے یہ حصہ خریدنا ہے۔"۔

"کیا؟؟؟"

میران کا ردعمل انتہائی شاکنگ تھا۔ وہ حیرت کی انتہا پر کھڑا تراب کو دیکھ رہا تھا

🔥🔥🔥🔥

مشکات شدید کوفت اور غصے میں تھی۔ تراب سے ہونے والی بحث کی وجہ سے نہ صرف اس کا موڈ خراب تھا، بلکہ وہ شدید جھنجھلاہٹ کا شکار بھی تھی۔

وہ ابھی بیڈ پر لیٹی ہی تھی کہ بوبی آنٹی کمرے میں داخل ہوئیں۔ ان کے ہاتھ میں مشکات کی وہی گمشدہ نیلی ڈائری تھی۔

مشکات ان سے خفا تھی کیونکہ وہ کافی دیر سے تراب کی سائیڈ لیتی رہی تھیں، مگر اپنی وہ ڈائری دیکھ کر وہ بیڈ پر اچھل پڑی اور چلائی، "اماں! یہ کہاں سے ملی آپ کو؟"

وہ ڈائری ہاتھوں میں لیے کسی چھوٹے بچے کی طرح خوش ہو گئی۔ بوبی آنٹی نے خاموشی سے اس کی اس حالت پر غور کیا۔ ان کی اس دیوانگی کو دیکھ کر تراب کے الفاظ ایک بار پھر ان کے ذہن میں گونج اٹھے:

'وہ ایک سراب کے پیچھے بھاگ رہی ہے اور اس کی قصوروار آپ ہیں!'

بوبی آنٹی نے تکلیف سے اپنی آنکھیں میچ لیں۔ ان کے اندر ایک سوال ابلنے لگا کہ کیا انہوں نے اپنی بیٹی کو واقعی دھوکے میں رکھ کر ٹھیک کیا تھا؟

"اماں! بتائیں نا کہاں سے ملی؟" مشکات نے ڈائری کو سینے سے لگاتے ہوئے دوبارہ پوچھا۔

"بیٹا، آج جب میں نے کمرے کی صفائی کی تھی تو یہ بیڈ کے نیچے سے ملی،" بوبی آنٹی نے اپنے لہجے کو سنبھالتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر میں نے تو وہاں کتنی بار دیکھا تھا، وہاں تو نہیں تھی!" مشکات نے حیرت سے کہا۔

بوبی آنٹی کے چہرے پر ایک اداس مسکراہٹ ابھری۔ "بیٹا، کبھی کبھی کچھ چیزیں بظاہر ہمارے بالکل سامنے ہوتی ہیں، مگر ہم انہیں دیکھ نہیں پاتے۔"

URDU NOVELS MAG

وہ یہ گہری بات کہتی ہوئی خاموشی سے کمرے سے باہر چلی گئیں، مگر مشکات اس وقت کسی اور ہی دنیا میں تھی۔ اسے اپنی سہیلی سے بہت ساری باتیں کرنی تھیں اور ان باتوں کا آغاز اسے تراب کو جی بھر کر برا بھلا لکھنے سے کرنا تھا۔

دس دن بعد---

آج اسد کا نکاح تھا---اسد کی شادی تو ہو چکی تھی، مگر وہ خوش نہیں تھا۔

آج اس کی سہاگ رات تھی--- مگر وہ اپنی نئی نویلی دلہن کے پاس جانے کے بجائے نوال کی یادوں میں گم تھا۔ کمرے کے باہر کھڑی سعدیہ بیگم نے جب اس کا یہ حال دیکھا تو انہوں نے غصے سے آنکھیں دکھائیں۔

"کیوں اس کے غم میں مرا جا رہا ہے؟ تو نے طلاق کے پیپرز پر خود اپنے ہاتھوں سے دستخط کیے تھے۔ اب کس بات کا غم ہے تجھے؟ بھول جا اب اس چڑیل کو اور اپنے گھر پر دھیان دے!" سعدیہ بیگم نے اس کے شانے کو جھنجھوڑا۔

اسد نے غصے اور جلاپے سے اپنی ماں کا ہاتھ جھٹک دیا اور اونچی آواز میں بولا۔

"تیرے کہنے پر سائن کیے تھے میں نے! تو نے ہی کہا تھا نا کہ دوسری شادی کر لو، پورا گھر بچوں کی رونق سے مہکے گا، ہنستا کھیلتا رہے گا--- دیکھ لیا میں نے! تیری وجہ سے میری نوال نے مجھے چھوڑ دیا۔ سب تیری وجہ سے ہوا ہے!"۔

سعدیہ بیگم کا منہ حیرت اور غصے سے کھل گیا۔ "میری وجہ سے؟ واہ اسد واہ! یہ ٹھیک ہے، میاں مٹھو بن کر عیاشیاں تم کرو اور سارا ملبہ مجھ پر ڈال دو؟ شادیاں تم رچاؤ، بھگتوں میں؟"۔"

دوسری شادی کا کیڑہ تو نے ڈالا تھا ---تو دن رات میرے کان بھرتی تھی نوال نے یہ کیا وہ کیا --،تیری وجہ سے میں اس پر ہاتھ اٹھاتا رہا ہوں ---- ہر چیز کی ذمہ دار تو ہے --

شادی کے مہمانوں سے بھرا ہوا گھر ان دونوں ماں بیٹے کا تماشہ دیکھ رہا تھا ۔

اسد لگام دے زبان کو بتا رہی ہوں ---

"ہاں بولوں گا دس بار بولوں گا! تیری ہی وجہ سے!۔ "

اسد آپے سے باہر ہو رہا تھا، اس کا چہرہ غصے سے سرخ تھا۔

"اگر تو روز روز نوال کو بانجھ ہونے کے طعنے نہ دیتی، اگر تو میرے کان نہ بھرتی، تو میں کبھی نوال مجھے چھوڑ کر نہ جاتی ۔

تو نے برباد کیا ہے میرا ہنستا کھیلتا گھر!۔

ماں بیٹے کی اس اونچی اور تلخ لڑائی کی آوازیں پورے گھر میں گونج رہی تھیں۔ اسی دوران کمرے کا دروازہ کھلا اور سرخ جوڑے میں ملبوس، دلہن بنی اقرا باہر آ گئی۔ اس کے چہرے پر بھاری میک اپ کے پیچھے غصہ اور توہین صاف نظر آ رہی تھی۔

"شرم نہیں آتی اسد تمہیں؟ "

اقرا نے تیکھے لہجے میں چلاتے ہوئے کہا۔

"ہماری شادی والے دن، آج ہماری سہاگ رات ہے اور تم یہاں کھڑے اپنی طلاق کا ماتم کر رہے ہو؟ میری کوئی عزت نہیں ہے اس گھر میں؟"

اسد نے ایک نظر اقرا کے سج دھج کر نکلے وجود پر ڈالی اور بیزاری سے ہاتھ ہوا میں لہرایا۔

"تم میرے منہ نہ لگو اقرا! اپنے کمرے میں جاؤ۔"

"کیوں نہ لگوں میں تمہارے منہ؟"

اقرا دو قدم آگے بڑھی، اس کی آنکھوں سے چنگاریاں نکل رہی تھیں۔

"نکاح کر کے لائے ہو مجھے بھگا کر نہیں لائے"

"اقرا اب ایک لفظ بھی کہا تو زبان گدی سے کھینچ لوں گا"۔

اس خوش فہمی میں مت رہنا اسد میاں !!!۔میں نوال نہیں ہوں جو چپ چاپ تمہاری مار کھاؤں گی یا تمہاری ماں کی بدتمیزی برداشت کروں گی ---میں اقرا ہوں آنکھیں کھول کر دیکھ لو ---وہی اقرا جسے تم نوال کے ہوتے ہوئے چھپ چھپ کر ملتے تھے۔

تب تمہیں نوال کو دھوکہ دینے کا دکھ نہیں ہوا تھا؟ تب تو تم اولاد کے لیے پاگل ہو رہے تھے کہ مجھے دوسری شادی کرنی ہے، مجھے اپنا بچہ چاہیے! اور آج جب دوسری شادی ہو گئی ہے، تو دوسری کے سامنے بیٹھ کر پہلی کا ماتم کر رہے ہو؟--

اقرا کے اس سچ نے اسد کے تن بدن میں آگ لگا دی۔ طلاق کو دس دن گزر چکے تھے، مگر وہ نوال کو بھول نہ پا رہا تھا ، نوال نے اپنا فون ہی بند کر دیا تھا۔ وہ اپنی شادی کی تصویریں دکھا کر نوال کو چڑانا اور اذیت دینا چاہتا تھا، مگر اب وہ خود اپنی ہی لگی آگ میں جل رہا تھا۔

"میں نے کہا نہ خاموش ہو جاؤ!۔ "

"نہیں ہوں گی خاموش ۔۔"

میرا شوہر میرے سامنے کسی غیر عورت کو یاد کر رہا ہے اور میں خاموش رہوں ؟

سعدیہ بیگم جو اب تک خاموش تھیں، اپنی چہیتی بہو کے یہ تیور دیکھ کر تپ کر بیچ میں آئیں۔

"اقرا! زبان کو لگام دو، ابھی اس گھر میں تمہارا پہلا دن ہے اور تم میرے بیٹے پر چڑھی چلی آ رہی ہو؟ مرد ہے وہ، چار باتیں کہہ دیں تو پہاڑ ٹوٹ پڑا؟"۔

"آپ تو بیچ میں بولیں ہی مت!۔ "

اقرا نے فوراً پلٹ کر ساس کو آڑے ہاتھوں لیا۔

"سارا فتنہ تو آپ کا ہی کھڑا کیا ہوا ہے۔"

نوال بیچاری شریف تھی جو آپ کے ظلم سہتی رہی، میں نہیں ہوں ویسی! آپ نے ہی اپنے اس لاڈلے بیٹے کو پٹی پڑھا کر نوال کا گھر برباد کروایا تھا نا؟ اب بھگتیں! آپ کو تو بس کٹھ پتلی چاہیے تھی جو اب نہیں ملنے والی!۔۔۔ اور مر گئے اقرا کو دو چار سنانے والے ۔۔۔اپ کا بیٹا اگر مجھے دو چار سنائے گا تو بدلے میں مجھ سے بھی اتنی ہی سنے گا ۔۔۔

سعدیہ بیگم کا دماغ وہ پہلے دن ہی ٹھکانے لگا چکی تھی ۔

لڑکی! تمیز سے بات کرو مجھ سے!۔" ۔"

سعدیہ بیگم کا غصہ آسمان کو چھونے لگا

"ابھی سہاگن بنی نہیں اور ساس کے سامنے زبان چلاتی ہو؟ میں اس گھر کی مالکن ہوں، یاد رکھنا!"۔

"مالکن ہوں گی آپ اپنے بیٹے کی!۔ "

مجھ پر روب جھاڑنے کی کوشش مت کریں ۔۔

اقرا نے بھی برابر کا جواب دیا۔

"اسد! دیکھ اپنی بیوی کو۔۔"

سعدیہ بیگم نے وہی پرانا پینترا پھینکا ۔۔ جیسے وہ نوال کی دفعہ کیا کرتی تھی ۔۔

تو نے ہی پسند کی تھی نا یہ خاندانی بہو ؟؟تیری تو رشتہ دار بھی ہے ---تو اب کیا ہوا ؟کیا اب اس سے بھی طلاق دلوائے گی ؟؟

URDU NOVELS MAG

تیسری شادی کرواؤ گی میری ؟؟؟

اسد سعدیہ بیگم کے سامنے کھڑا پوچھ رہا تھا ۔۔

اسد ---اپنی بیوی کو اندر لے کر جاؤ --- وہ اس سے زیادہ اب کچھ کر بھی نہیں سکتی تھی ان کی من چاہی بہو جو سامنے کھڑی تھی ۔

سعدیہ بیگم نے چلا کر اسد کو پکارا، مگر اسد کا دم اس ساس بہو کے طوفان میں گھٹ چکا تھا۔

نوال کا بند فون، اس کا اپنی شادی کی تصاویر دکھا کر نوال کو تڑپانے کا ناکام پلان، اور اب گھر میں مچنے والا یہ نیا تماشہ اس کے ضبط کا بندھن بالکل ٹوٹ گیا۔

"نہیں جاؤں گی کمرے میں ۔۔"

اقرا نے بھی اکڑ کر کہا۔۔اسد اب ان دونوں کی آوازیں مزید نہیں سننا چاہتا تھا۔

"تم دونوں جاؤ جہنم میں!۔ "

اسد نے غصے سے دھاڑتے ہوئے شیروانی کی جیب سے گاڑی کی چابی نکالی اور اقرا کو بازو سے جھٹک کر پیچھے کیا۔

"اسد! کہاں جا رہے ہو؟ ہوش کے ناخن لو!۔"

سعدیہ بیگم پیچھے سے چلاتی رہ گئیں اور اقرا غصے سے پیر پٹختی رہ گئی، مگر اسد پر اس وقت جنون سوار تھا۔ وہ ان دونوں کو اسی طرح لڑتا چھوڑ کر، نوال کا سکون برباد کرنے اور اسے اذیت دینے کے لیے تیز رفتاری سے گھر سے باہر نکل کر گاڑی کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔

URDU NOVELS MAG

تراب اور بوبی آنٹی کے بیچ اس دن کے بعد سے نہ کوئی ملاقات ہوئی تھی اور نہ ہی کوئی بات چیت۔ گھر کا ماحول ایک عجیب سی سرد خاموشی کی لپیٹ میں تھا، جبکہ مشکات صرف ان دنوں کے گزرنے کا انتظار کر رہی تھی کہ جیسے ہی ایگریمنٹ ختم ہو، وہ تراب کو اس کے سامان سمیت وہاں سے نکال باہر کرے۔

مگر زندگی اتنی آسانی سے کہاں سکون دینے والی تھی۔

رات کے اس پہر، اچانک کالونی کی گلی میں گاڑی کے ٹائروں کی شدید چنگھاڑ سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ایک تماشا شروع ہو گیا۔ اسد شراب کے نشے میں دھت، لڑکھڑاتا ہوا گاڑی سے باہر نکلا۔ اس کی شیروانی کے بٹن کھلے ہوئے تھے اور چہرے پر وحشت تھی۔

"نوال۔۔۔! کہاں چھپی ہو؟ باہر آؤ!۔"

اسد کی بہکی بہکی آواز پوری گلی میں گونج اٹھی۔ "دیکھو۔۔۔ دیکھو میں کتنا خوش ہوں! شادی ہے میری آج۔۔۔ شادی! تم کہتی تھی نا میں تمہارے بغیر ادھورا ہوں؟ دیکھو، میں نے دوسری شادی کر لی!"۔

قرآن پاک پڑھتی ہوئی نوال کے ہاتھ کانپنے لگے ۔۔۔وہ یہ سب تو اپنی زندگی میں نہیں چاہتی تھی ۔یہ شخص اس کا پیچھا کیوں نہیں چھوڑ رہا تھا ۔۔۔نوال کو تو اب محبت نام کے لفظ سے بھی نفرت ہو گئی تھی ۔۔۔اس کی شادی کی خبر سن کر نوال کو کسی قسم کا کوئی احساس نہیں ہوا تھا ۔۔۔وہ اس شخص کو اپنے دل سے نکال کر باہر پھینک چکی تھی ۔۔

پتا نہیں میں نے ایسا کیا گناہ کیا تھا جو اسد جیسا گھٹیا شخص اس کی زندگی میں آیا۔ وہ شخص جو اسے طلاق دینے کے بعد بھی اس کی زندگی کو اجیرن کر رہا تھا، اسے سرِعام رسوا اور ذلیل کر رہا تھا۔

URDU NOVELS MAG

وہ نشے میں ہنستا، کبھی ناچتا اور کبھی چلاتا ہوا نوال کے گھر کے گیٹ پر ہاتھ مارنے لگا۔ گلی کے چند گھروں کی لائٹیں جل گئیں اور لوگ کھڑکیوں سے جھانکنے لگے۔

بوبی آنٹی آنکھیں موندے بستر پر لیٹی ہوئی تھیں ۔۔آج ان میں اتنی بھی ہمت نہیں تھی کہ وہ گیلری میں جا کر اسے کھری کھری سنا سکتیں ۔۔کچھ دن سے ان کی صحت گری گری سی تھی وہ اپنے اندر نقاہت محسوس کر رہی تھی انھوں نے مشکات کو نہیں بتایا کہیں وہ پریشان نہ ہو جائے۔۔۔مگر اس وقت بھی ان کی صحت انہیں اجازت نہیں دے رہی تھی کہ وہ اٹھ سکیں ۔۔۔

مگر وہ بدبخت ان کی بیٹی کی عزت اچھالنے ایک بار پھر پہنچ گیا تھا ۔۔۔وہ مشکل سے بستر سے اٹھتی ہوئی گیلری کی طرف بڑھیں ۔۔مگر نوال نے انہیں بیچ راستے میں ہی روک دیا ۔۔

"اماں کوئی فائدہ نہیں ہے اس کے منہ لگنے کا ۔۔"

اسے بھونکنے دیں وہ خود ہی چلا جائے گا ---نوال ہرگز نہیں چاہتی تھی کہ اس کی ماں اسد کے منہ لگے
--

بیٹا مجھے ایک بار اس سے باز تو کرنے دو رات کے اس پہر دیکھو کیا تماشہ لگا رہا ہے --

"اماں آپ تو ایسے کہہ رہی ہیں جیسے وہ آپ کے باز کرنے پر باز ہو جائے گا "۔

نوال نے ایک بار پھر ہاتھ پکڑ کر انہیں روکا ---

اندر کمرے میں مشکات اور عروہ بری طرح پریشان ہو گئیں۔

"باجی ! میں حنان بھائی کو کال کروں ؟"

عروہ نے گھبرا کر کانپتی آواز میں پوچھا۔

"نہیں عروہ ! بالکل نہیں !۔ "

مشکات نے سختی سے اس کا ہاتھ پکڑا۔ "اس بیچارے کو کیوں ہم اپنے ہر معاملے میں گھسیٹیں؟ یہ اس کا معاملہ نہیں ہے۔ یہ ہماری جنگ ہے اور ہمیں ہی دیکھنا ہے۔"

باہر اسد کا شور بڑھتا جا رہا تھا۔ "نوال ! باہر آؤ، مجھے اپنی دلہن کی تصویریں دکھانی ہیں تمہیں ! کیوں فون بند کیا ہوا ہے ؟"---

ارے میری شادی پر ماتم کر رہی ہو مجھے معلوم ہے ---تم سے برداشت ہی نہیں ہو رہی میری شادی

اسد کے منہ میں جو آرہا تھا وہ بول رہا تھا ۔

تراب اپنے لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا۔ باہر سے آنے والے اس شور اور نوال کا نام لے کر چلانے والے کی آواز نے اس کی توجہ پوری طرح توڑ دی۔ جب اس نے کھڑکی سے نیچے دیکھا تو اس کا خون کھول اٹھا۔ ایک عورت کے گھر کے باہر، رات کے اس پہر، ایک مرد اس طرح کا گھٹیا تماشا کر رہا تھا۔

اس نے بے اختیار گیلری کی طرف دیکھا مگر آج گیلری خالی ویران اور اداس تھی ۔وہاں کوئی بھی نہیں تھا ---

تراب کو کچھ عجیب سا لگا ۔

تراب سے اب مزید یہ سب سنا نہیں گیا۔ اس کے اندر کا مرد اور اس کا ضبط دونوں جواب دے گئے۔

اس نے لیپ ٹاپ بند کیا، آستینیں اوپر چڑھائیں اور انتہائی غصیلے تاثرات کے ساتھ تیزی سے سیڑھیاں اتر کر نیچے کی طرف بڑھا۔

تراب نے جیسے ہی باہر نکل کر اسد کو دیکھا، اس کا پارہ ساتویں آسمان پر پہنچ گیا۔ وہ کسی ببر شیر کی طرح لپکا اور ایک ہی جھٹکے میں اسد کا گریبان اپنے مضبوط ہاتھوں میں جکڑ لیا۔

"کیا تکلیف ہے تمہیں؟"

تراب کی گرجدار آواز رات کے سناٹے کو چیرتی ہوئی گونجی۔

اسد نے نشے سے دھندلائی آنکھوں کو مچکا کر تراب کو دیکھا اور ایک گھٹیا، مکروہ ہنسی ہنسا۔

"اوہ--- تو تم ہو تراب! تراب جیسل--- ہاہا! اتنا امیر کبیر انسان اس غریب کالونی میں کیا کر رہا ہے ویسے؟ کس کے چکر میں آئے ہو؟ اوہ--- سمجھ گیا! بوبی آنٹی کی تینوں بیٹیاں ہے ہی اتنی خوبصورت کہ

ان کے چکر میں کوئی بھی انسان پھنس جائے۔ میں بھی پھنسا تھا نوال کے چکر میں--- بڑی خوبصورت، بہت خوبصورت!"۔

سالی جادو گرنی ---وہ ہچکی لیتا نوال کو گالیاں بک رہا تھا ۔وہ شراب کے نشے میں دھت ایسی گھٹیا اور بہکی بہکی باتیں کر رہا تھا کہ گلی کے اطراف کی گیلریوں اور کھڑکیوں میں کھڑے لطف اندوز ہو رہے تھے ۔

بوبی آنٹی نے بے اختیار اپنا دل تھام لیا تھا --نوال ---م- -مجھے پانی دو میرا دل گھبرا رہا ہے ---

وہ لمبے لمبے سانس لیتیں اپنا سانس بحال کرنے کی کوشش کر رہی تھی گھٹن تھی کہ سینے میں بڑھتی جا رہی تھی --

"اماں کیا بات ہے ؟"

مشکات اور عروہ نے پریشانی سے آگے بڑھ کر وہ بھی آنٹی کو تھاما ۔

ابھی اسد کے منہ سے اگلا لفظ نکلتا کہ تراب نے پوری قوت سے ایک زبردست مکا اس کے جبڑے پر رسید کیا۔ ٹھاخ! کی آواز آئی اور اسد چکرا کر سڑک پر جا گرا۔

"کیا بکواس کی تو نے ؟ "

تراب نے اس کا کالر دوبارہ دبوچ کر اسے اوپر اٹھایا۔

"ارے کیوں؟ میرا سچ جھوٹ کیوں لگ رہا ہے ؟ کیوں مار رہے ہو مجھے یار؟" اسد نے اپنے منہ سے بہتا خون پونچھتے ہوئے انتہائی بے شرمی سے کہا۔ "تم مارتے بہت ہو۔ تم جانتے ہو تمہارا ہاتھ کتنا بھاری ہے ؟ پر مت مارا کرو یار--- اچھا، پر یہ تو بتاؤ، ان میں سے کون سے نمبر والی سے تمہارا چکر چل رہا ہے ؟"

اس شرمناک جملے پر تراب کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا ۔

اس نے بنا ایک پل گنوائے دوسرا مکا اس کے منہ پر مارا۔ اسد کا سر سڑک سے جا ٹکرایا۔ --

تراب نے جیب سے فون نکالا اور اپنے پرسنل گارڈز کو کال ملائی۔ "اندر آؤ گلی میں، فوراً!"۔

ایک ہی منٹ میں دو ہٹے کٹے، کالے سوٹ میں ملبوس گارڈز وہاں پہنچ گئے۔ تراب نے اسد کی طرف اشارہ کیا جو اب سڑک پر پڑا کراہ رہا تھا اور اس کا نشہ مکے کھا کر آدھا ہرن ہو چکا تھا۔

"اٹھاؤ اس کچرے کو یہاں سے!" تراب نے حقارت سے حکم دیا۔ "اور لے جا کر اسے شہر کے کسی ایسے گندے نالے یا فٹ پاتھ پر پھینکو جہاں یہ اپنی اوقات کے مطابق پڑا رہے۔"

گارڈز نے جیسے ہی اسد کو بازوؤں سے دبوچا۔

تراب نے اپنے گارڈز کو اشارہ کیا، "پہلے اسے گاڑی میں ڈالو اور لوکل تھانے فون کرو۔ اس پر خواتین کو ہراساں کرنے، نشے کی حالت میں ہنگامہ آرائی کرنے اور امن و امان برباد کرنے کا پرچہ کٹواؤ۔۔۔تھانے پہنچ کر کمشنر سے میری بات کرواؤ ----

گارڈز نے تراب کا حکم بجا لاتے ہوئے اسے کسی نجس بوری کی طرح گاڑی کے پچھلے حصے میں پھینکا۔ ۔

گاڑی اسد کو لے کر اندھیرے میں غائب ہو گئی، اور گلی میں ایک بار پھر وہی خاموشی چھا گئی---

اندر مشکات اور عروہ بوبی آنٹی کو سنبھال رہی تھیں ۔

نوال کچن سے پانی لے کر آئی ---اور بوبی آنٹی کے منہ سے گلاس لگایا--- مگر ان کا جسم بے جان اور بے سدھ ہو رہا تھا بوبی آنٹی اتنی ذلت برداشت نہیں کر سکیں۔ اس تماشے نے انہیں ادھ موا کر دیا تھا۔

اچانک ان کے سینے میں ایک بہت شدید، ناقابلِ برداشت درد اٹھا۔ ان کا سانس حلق میں اٹکنے لگا اور وہ نڈھال ہو کر صوفے

کی طرف گرنے لگیں۔ ان کا پورا وجود پسینے سے شرابور ہو چکا تھا اور چہرہ زرد پڑ گیا تھا۔ انہیں ہارٹ اٹیک آ رہا تھا، واقعی ایک شدید اور جان لیوا ہارٹ اٹیک!۔

مشکات نے جیسے ہی اپنی ماں کو یوں سینہ پکڑ کر نڈھال ہوتے دیکھا، اس کے ہاتھ پیر پھول گئے۔

ماضی کے کچھ تلخ بیتے ہوئے پل اس کی نظروں میں گھومنے لگے ---اس کے بابا نے بھی ایسے ہی سینے پر ہاتھ رکھا تھا ---

نہیں ----نہیں --اماں ---ہوش کریں ----

"اماں!!!۔"

مشکات بھیانک چیخ مار کر ان کی طرف لپکی۔ "اماں! ہوش کریں! عروہ... عروہ دیکھو اماں کو کیا ہوا ہے!"۔

وہ بری طرح ہچکیوں سے رونے لگی۔

نوال کے ہاتھوں سے گلاس چھوٹ کر زمین بوس ہوا ۔

ماں کی یہ حالت دیکھ کر وہ بھی حواس باختہ ہو کر چیخنے لگی۔ گھر میں ایک قیامت مچ گئی تھی۔ مشکات نے کانپتے ہاتھوں سے بوبی آنٹی کا سر اپنی گود میں رکھا، لیکن ان کی آنکھیں پتھرا رہی تھیں اور وہ ہوش کھو رہی تھی۔

سیڑھیوں سے اوپر آتا ہوا تراب اندر سے آنے والی مشکات کی ان دردنا اور وحشت ناک چیخوں کو سن کر تڑپ اٹھا۔۔۔

عروہ بھاگتی ہوئی باہر کی جانب لپکی ۔۔ وہ کسی کو مدد کے لیے بلانے بھاگی ۔ تراب سیڑھیوں پر ہی مل گیا

"تراب بھائی اماں کی طبیعت بہت خراب ہو گئی ہے ۔۔

انہیں ہاسپٹل لے کر جانا پڑے گا "۔

عروہ نے جلدی سے تراب کو ساری صورتحال بتائی ۔

اس نے ایک سیکنڈ بھی ضائع نہیں کیا اور بغیر اجازت کے ان کے گھر کے اندر داخل ہو گیا۔

"پیچھے ہٹو سب۔"

تراب نے زوردار آواز سے کہا تاکہ مشکات پیچھے ہو جائے۔ مشکات اس وقت بغیر کسی حجاب کے بغیر اس کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی ۔۔۔

وہ مڑا بھی تاکہ مشکات کو پردہ کرنے کا موقع دے سکے، وہ جانتا تھا کہ وہ ہمیشہ نقاب میں رہتی ہے، مگر مشکات اس وقت ہوش و حواس میں ہی نہیں تھی۔ وہ بوبی آنٹی سے لپٹی بس روئے جا رہی تھی۔

تراب زیادہ دیر نہیں کر سکتا تھا ۔۔

جب وہ پیچھے نہیں ہٹی تو تراب کو خود آگے بڑھنا پڑا۔

آنٹی ۔۔۔۔۔"۔"

تراب نے سب سے پہلے ان کی ہارٹ بیٹ چیک کی جو چل رہی تھی ۔۔۔

اس نے فورا عروہ کی طرف دیکھا، جو اس وقت پورے کمرے میں واحد شخص تھی جس کے حواس کسی حد تک بحال تھے۔

"عروہ!" تراب نے ہڑبڑا کر کہا، "بوبی آنٹی کو فورا سی-پی-آر دو۔ وہ جو ہاتھ رکھ کر سینے کو پمپ کرتے ہیں نا۔۔۔ بالکل ویسے۔ تم انہیں پمپ کرنا شروع کرو، میں نیچے گاڑی کا بندوبست کرتا ہوں!"۔

مگر بچے جب تک میں نہ آؤں تم پمپ کرتی رہنا۔۔۔

وہ اسے حوصلہ دیتا ہوا دیوانہ وار فون کان سے لگائے کمرے سے باہر بھاگا۔ وہ ایمبولینس کو کال کر رہا تھا، لیکن دوسری طرف سے مسلسل گھنٹی جا رہی تھی اور کوئی جواب نہیں مل رہا تھا۔

کمرے میں عروہ نے کانپتے ہاتھوں سے بوبی آنٹی کے سینے پر دباؤ ڈالنے کی کوشش کی، لیکن مشکات ان سے اس طرح چمٹی ہوئی تھی کہ ہٹنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ وہ بوبی آنٹی کے ساتھ یوں چپکی بیٹھی تھی جیسے کوئی بچہ اپنے کسی قیمتی کھلونے کو دنیا سے چھپا کر سینے سے لگا لیتا ہے کہ کہیں کوئی اسے چھین نہ لے۔ عروہ کو مشکات کی اس حالت سے خوف آنے لگا تھا۔ اس کی آنکھیں پتھرائی ہوئی تھیں اور چہرہ سفید پڑ چکا تھا۔

"مشکات باجی! خدا کے لیے پیچھے ہٹیں!" عروہ نے روتے ہوئے اسے جھنجھوڑا، "اماں کو کچھ نہیں ہوگا، آپ حوصلہ رکھیں، مجھے جگہ دیں تاکہ میں کچھ کر سکوں!"۔

مگر مشکات جیسے حواس سے بیگانہ ہو چکی تھی۔ نوال کی حالت بھی اس سے مختلف نہ تھی، وہ ایک کونے میں صدمے سے منجمد کھڑی تھی۔ اس پورے منظر میں صرف عروہ ہی تھی جو ہمت مجتمع کر کے حالات سے لڑنے کی کوشش کر رہی تھی اور چاہتی تھی کہ کسی طرح بوبی آنٹی کو فورا ہسپتال پہنچایا جائے۔

"شٹ!۔"

باہر راہداری میں تراب کا غصیلا اور بے بس جملہ گونجا۔ ایمبولینس کا ملنا ناممکن لگ رہا تھا اور وقت ریت کی طرح ہاتھ سے پھسل رہا تھا۔ اب مزید انتظار کرنا موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ تراب نے فورا گارڈ کو فون ملایا۔

"گاڑی فورا کالونی کی گلی کے پاس کھڑی کرو! فورا سے بیشتر!"۔۔

وہ فون پر کسی کو ہدایت دے رہا تھا۔

وہ تیزی سے دوبارہ کمرے میں داخل ہوا۔ مشکات کو زبردستی پیچھے دھکیلتے ہوئے اس نے بوبی آنٹی کو اپنی گود میں اٹھایا۔ بوبی آنٹی کا جسم وزنی تھا، تراب کو انہیں اٹھانے میں تھوڑی مشکل ہوئی لیکن اس وقت اس کے اندر نجانے کہاں سے طاقت آ گئی تھی۔ وہ انہیں سنبھالتا ہوا سیڑھیوں کی طرف بھاگا۔

"میں بھی ساتھ جاؤں گی! میں بھی آؤں گی!"۔

مشکات اچانک ہوش میں آئی اور دیوانہ وار تراب کے پیچھے بھاگی۔

"میری ماں کو کہاں لے کر جا رہے ہو؟ میں نے ساتھ جانا ہے!"۔

وہ چیخ رہی تھی۔ اسے نہ اپنے حلیے کی پرواہ تھی، نہ سر سے ڈھلکے ہوئے دوپٹے کا احساس۔ اسے بس اتنا پتہ تھا کہ اس کی ماں اسے چھوڑ کر جا رہی ہے۔ اس کے دھندلے دماغ میں ماضی کا وہ منظر گھوم گیا جب اس کا باپ بھی اسی طرح گھر سے گیا تھا اور پھر کبھی لوٹ کر نہیں آیا تھا۔ وہ اسی خوف کے تحت پاگلوں کی طرح ننگے پاؤں پیچھے بھاگ رہی تھی۔

مشکات اس وقت اس قدر بدحواس ہو چکی تھی کہ اس کے گھٹنے، لمبے بال کھل کر اس کے چہرے اور کمر پر بکھر چکے تھے۔ اسے اپنے وجود تک کا ہوش نہیں تھا، بس ایک ہی رٹ تھی کہ اسے بھی ساتھ جانا ہے۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر تراب نے سیڑھیاں اترتے ہوئے تڑپ کر عروہ کو پکارا۔

"عروہ! مشکات کے بال باندھو اور اس کا حلیہ درست کرو جلدی!" تراب نے بوبی آنٹی کو گود میں سنبھالتے ہوئے کہا اور تیزی سے نیچے کھڑی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔ عروہ نے لپک کر مشکات کے بکھرے بالوں کو سمیٹا اور اس کے سر پر دوپٹے کو درست کیا۔

جیسے ہی تراب مشکات کو لے کر گاڑی کی طرف بڑھا، اس نے مڑ کر عروہ سے کہا، "عروہ، تم ہسپتال مت آؤ۔ تم اوپر جاؤ اور نوال کے پاس رہو، وہ اوپر اکیلی ہے اور حنان کو فون کرو ۔ گھبرانہ نہیں بچے ---

وہ ایک بار پھر شفقت نچھاور کرتا ان کی ڈھال بن گیا تھا ۔

جاری ہے -